زکوٰۃ کے پیسوں سے عمرہ کروانا کیسا؟ اس طرح زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FAM-648

تاریخ اجراء: 26 رجب المرجب 1446ھ / 27 جنوری 2025ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا زکوۃ کی رقم سے کسی کو عمرہ کرواسکتے ہیں یا نہیں؟ کیا اس طرح زکوۃ ادا ہو جائے گی؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

زکوۃ کی ادائیگی کے لیے مستحق زکوٰۃ شخص کو زکوۃ کا مالک بنانا ضروری ہوتا ہے، اس کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ اب جس شخص کو عمرے پر بھیجنا ہے، اگر تو وہ ایسا ہے کہ جو زکوۃ کا اصلاً مستحق ہی نہیں، تو ظاہر ہے کہ اُسے تو زکوۃ کی رقم ہی نہیں دی جاسکتی، اور اگر وہ شخص ایسا ہے جو زکوۃ کا مستحق ہے یعنی شرعی فقیر ہے اور سید یا ہاشمی بھی نہیں ہے، تو اُسے بھی زکوۃ کی رقم ملکیت اور قبضے میں دیئے بغیر عمرے پر نہیں بھیج سکتے، اور اس طرح زکوۃ بھی ادا نہیں ہوگی، ہاں اگر اُسے زکوۃ کی رقم کا مالک بنا کر وہ رقم اُس کے قبضہ میں دیدی جائے اور پھر وہ چاہے تو اُس پیسوں سے عمرہ کرے یا چاہے تو کسی بھی کام میں خرچ کرے تو یہ طریقہ شرعاً درست ہے، البتہ کسی شرعی فقیر کو بلاضرورت اتنی زکوٰۃ دے دینا کہ وہ خود نصاب کا مالک ہو جائے یہ مکروہ تنزیہی یعنی ناپسندیدہ ہے، لیکن اگر وہ مقروض ہو کہ قرض نکال کر کچھ نہ بچے یا نصاب سے کم بچے یا اُس شخص کے بال بچے ہی اتنے ہوں کہ سب کو کچھ نہ کچھ دینے کی صورت میں سب کو نصاب سے کم ملے تو اب یہ مکروہ بھی نہیں۔

زکوٰۃ، تو وہ شرعاً مال کے ایک معین حصے کا شرعی فقیر کو مالک بنانا ہے، چنانچہ تنویر الابصار میں ہے: "ھی تملیک جزء مال عینہ الشارع من مسلم فقیر غیر ھاشمی ولا مولاہ مع قطع المنفعۃ عن الملک من کل وجہ للہ تعالیٰ" ترجمہ: اللہ عزوجل کی رضا کے لئے شارع کی طرف سے مقرر کردہ مال کے ایک جزء کا مسلمان فقیر کو مالک

کر دینا، جبکہ وہ فقیر نہ ہاشمی ہو اور نہ ہی ہاشمی کا آزاد کردہ غلام، اور اپنا نفع اس سے بالکل جدا کر لیا جائے۔(تنویر الابصار، جلد3، صفحہ 203-206، دار المعرفۃ، بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں: ”زکوٰۃ کا رکن تملیکِ فقیر (یعنی فقیر کو مالک بنانا) ہے۔ جس کام میں فقیر کی تملیک نہ ہو، کیسا ہی کارِ حَسن ہو جیسے تعمیرِ مسجد یا تکفینِ میت یا تنخواہِ مدرسانِ علمِ دین، اس سے زکوٰۃ نہیں ادا ہو سکتی۔“(فتاویٰ رضویہ، جلد10، صفحہ269، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

فتاوٰی اہلسنت احکام زکوۃ میں ہے: ”زکوٰۃ کے پیسے سے کسی کو عمرہ نہیں کروا سکتے، فقیر شرعی کو مالک بنا کر دینا ضروری ہے۔ پھر وہ جو چاہے کرے۔“(فتاوی اھلسنت احکام زکوۃ، صفحہ414، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بہار شریعت میں ہے: ”ایک شخص کو بقدرِ نصاب (زکوۃ کی رقم) دے دینا مکروہ، مگر دے دیا تو ادا ہو گئی۔ ایک شخص کو بقدرِ نصاب دینا مکروہ اُس وقت ہے کہ وہ فقیر مدیُون نہ ہو اور مدیُون ہو تو اتنا دے دینا کہ دَین نکال کر کچھ نہ بچے یا نصاب سے کم بچے مکروہ نہیں۔ یوہیں اگر وہ فقیر بال بچوں والا ہے کہ اگرچہ نصاب یا زیادہ ہے، مگر اہل و عیال پر تقسیم کریں تو سب کو نصاب سے کم ملتا ہے تو اس صورت میں بھی حرج نہیں۔“(بہار شریعت، جلد1، حصہ5، صفحہ927، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم